سورة یوسف

آیات ١٠٥ - ١١١

وَكَاَيِّنۡ مِّنۡ اٰيَةٍ فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ يَمُرُّوۡنَ عَلَيۡهَا وَهُمۡ عَنۡهَا مُعۡرِضُوۡنَ ﴿١٠٥﴾
وَمَا يُؤۡمِنُ اَكۡثَرُهُمۡ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمۡ مُّشۡرِكُوۡنَ ﴿١٠٦﴾
اَفَاَمِنُوۡۤا اَنۡ تَاۡتِيَهُمۡ غَاشِيَةٌ مِّنۡ عَذَابِ اللّٰهِ اَوۡ تَاۡتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغۡتَةً وَّهُمۡ لَا يَشۡعُرُوۡنَ ﴿١٠٧﴾
قُلۡ هٰذِهٖ سَبِيۡلِىۡۤ اَدۡعُوۡۤا اِلَى اللّٰهِ ؔ قف عَلٰى بَصِيۡرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِىۡ ؕ وَسُبۡحٰنَ اللّٰهِ وَمَاۤ اَنَا مِنَ
الۡمُشۡرِكِيۡنَ ﴿١٠٨﴾
وَمَاۤ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوۡحِىۡۤ اِلَيۡهِمۡ مِّنۡ اَهۡلِ الۡقُرٰى ؕ اَفَلَمۡ يَسِيۡرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ فَيَنۡظُرُوۡا
كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ ؕ وَلَدَارُ الۡاٰخِرَةِ خَيۡرٌ لِّلَّذِيۡنَ اتَّقَوۡا ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ﴿١٠٩﴾
حَتّٰٓى اِذَا اسۡتَيۡـَٔسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوۡۤا اَنَّهُمۡ قَدۡ كُذِبُوۡا جَآءَهُمۡ نَصۡرُنَا ۙ فَنُجِّىَ مَنۡ نَّشَآءُ ؕ وَلَا يُرَدُّ بَاۡسُنَا
عَنِ الۡقَوۡمِ الۡمُجۡرِمِيۡنَ ﴿١١٠﴾
لَقَدۡ كَانَ فِىۡ قَصَصِهِمۡ عِبۡرَةٌ لِّاُولِى الۡاَلۡبَابِ ؕ مَا كَانَ حَدِيۡثًا يُّفۡتَرٰى وَلٰكِنۡ تَصۡدِيۡقَ الَّذِىۡ بَيۡنَ يَدَيۡهِ وَ
تَفۡصِيۡلَ كُلِّ شَىۡءٍ وَّهُدًى وَّرَحۡمَةً لِّقَوۡمٍ يُّؤۡمِنُوۡنَ ﴿١١١﴾ ع

وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ اَفَاَمِنُوْٓا اَنْ تَاْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ

وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ - اور کتنی ہی نشانیاں ہیں

كَاَيِّنْ ، اصل میں كَاَيٍّ ہے۔ قرآنی املا میں تنوین کو بصورت نون لکھا گیا ہے

كَاَيِّنْ : (۱) ہمیشہ آغاز کلام میں آتا ہے،(۲) مبہم کثرت تعداد پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے کتنی ہی

فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ - آسمانوں میں اور زمین میں،

يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا - گزرتے ہیں یہ ان پر سے

مَرَّ يَمُرُّ ، مَرٌّ و مُرُوْرٌ : گذرنا، پاس سے گذرنا

اردو میں: مرور (مرورِ ایام)، استمرار، استمراری

وَهُمْ عَنْهَا - اس حال میں وہ اُن سے

مُعْرِضُوْنَ - (کہ) اعراض کرنے والے ہوتے ہیں

أَعْرَضَ يُعْرِضُ ، إِعْرَاضًا : اعراض کرنا (IVI)

اردو میں: عرض، اعتراض، اعراض، تعرض

وَمَا يُؤْمِنُ - اور نہیں ایمان لاتے

اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ - ان میں اکثر اللہ پر

اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ - مگر وہ (اس کے ساتھ دوسروں کو) شریک ٹھہراتے ہیں۔

اَفَاَمِنُوْٓا اَنْ تَاْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ اَوْ تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝١٠٧

اَفَاَمِنُوْٓا - تو کیا وہ امن میں ہو گئے (بے خوف ہو گئے؟) اس بات سے

اَنْ تَاْتِيَهُمْ - کہ آن پہنچے ان کے پاس

اَتٰی يَاْتِیْ ، اِتْيَانٌ - آنا

غَاشِيَةٌ - کوئی چھا جانے والی (آفت)

غَشِيَ يَغْشَى ، غَشًا و غَشْيًا - چھا جانے، ڈھانپ دینا

غَاشٍ - چھا جانے والا

غَاشِيَة - چھا جانے والی

اردو میں: غش، غشی، غاشیہ بردار

مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ - اللہ کے عذاب میں سے

اَوْ تَاْتِيَهُمُ - یا آن پہنچے ان کے پاس

السَّاعَةُ بَغْتَةً - وہ گھڑی (یعنی قیامت) اچانک

سَاعَة - گھڑی (قرآن کریم میں جہاں بھی یہ لفظ استعمال ہوا ہے اس سے مراد قیامت کی گھڑی ہے)

بَغْتَةً - اچانک

وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ - اس حال میں کہ انہیں شعور (خبر) ہی نہ ہو

وَ كَاَیِّنْ مِّنْ اٰیَةٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ یَمُرُّوْنَ عَلَیْهَا وَ هُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ وَ مَا یُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَ هُمْ
مُّشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ اَفَاَمِنُوْۤا اَنْ تَاْتِیَهُمْ غَاشِیَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ اَوْ تَاْتِیَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّ هُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ﴿۱۰۷﴾

زمین اور آسمانوں میں کتنی ہی نشانیاں ہیں جن پر سے یہ لوگ گزرتے رہتے ہیں اور ذرا توجہ نہیں کرتے، ان میں سے اکثر اللہ کو مانتے ہیں مگر اس طرح کہ اُس کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھیراتے ہیں، کیا یہ مطمئن ہیں کہ خدا کے عذاب کی کوئی بلا انہیں دبوچ نہ لے گی یا بے خبری میں قیامت کی گھڑی اچانک ان پر نہ آجائے گی؟

How many are the signs in the heavens and the earth which people pass by without giving any heed!
And most of them believe in Allah only when they associate others with Him in His Divinity.
Do they, then, feel secure that an overwhelming chastisement shall not visit them, and the Hour shall not suddenly come upon them without their even perceiving it?

محمد اقبال

وَ كَاَيِّنۡ مِّنۡ اٰيَةٍ فِى السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ يَمُرُّوۡنَ عَلَيۡهَا وَهُمۡ عَنۡهَا مُعۡرِضُوۡنَ ﴿۱۰۵﴾ وَ مَا يُؤۡمِنُ اَكۡثَرُهُمۡ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمۡ مُّشۡرِكُوۡنَ ﴿۱۰۶﴾

قرآنی قصص کی منفرد خصوصیت

- گذشتہ آیت کریمہ پر حضرت یوسف (علیہ السلام) کے واقعات اختتام کو پہنچ گئے لیکن اس کے بعد بھی مزید ایک رکوع کا اضافہ کیا گیا ہے، اگر یہ واقعات بتانے کا مقصد محض قصہ گوئی ہوتا تو اسی جگہ تقریر ختم ہو جانی چاہیے تھی، قرآن کریم انبیائے کرام کے واقعات یا تاریخی قصص کو تاریخ کے طور پر بیان نہیں کرتا بلکہ یہ کتاب ہدایت ہے اور اس میں آنے والی ہر بات انسانوں کی ہدایت کے لیے ہوتی ہے۔
- قرآنِ کریم کے قصص کسی خاص مقصد کی خاطر بیان کیے جاتے ہیں، اس مقصد کی تبلیغ کے لیے جو موقع بھی مل جائے اس سے فائدہ اٹھانے میں دریغ نہیں کیا جاتا، اب چونکہ لوگوں نے خود نبی کو بلایا تھا اور قصہ سننے کے لیے کان متوجہ تھے اس لیے ان کے مطلب کی بات ختم کرتے ہی چند جملے اپنے مطلب کے بھی کہہ دیے گئے اور غایت درجہ اختصار کے ساتھ ان چند جملوں ہی میں نصیحت اور دعوت کا سارا مضمون سمیٹ دیا گیا۔
- حضرت یوسف (علیہ السلام) کی داستان اللہ تعالیٰ کی قدرت کی ایسی ہی نشانیوں سے بھرپور ہے جو قدم قدم پر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، اس کی بے کراں قدرت اور اس کی الوہیت پر ایسے دلائل سے مرصع ہے جس کے بعد پیغمبر کی دعوت کو تسلیم نہ کرنے کا کوئی جواز باقی نہیں رہ جاتا
- اہل مکہ نے یہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا، اپنے کانوں سے سنا لیکن ان کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ وہ اپنے کفر اور شرک میں جس طرح پہلے گڑے ہوئے تھے اس میں کہیں دراڑ واقع نہ ہوئی تو سوچنے والا دماغ سُن ہو کر رہ جاتا ہے کہ آخر یہ ماجرا کیا ہے کہ یہ اتنی عظیم نشانیاں ان پر اثرانداز کیوں نہیں ہوتیں۔ ان آیات میں اس کا جواب دیا گیا ہے

وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ اَفَاَمِنُوْٓا اَنْ تَاْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ اَوْ تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۰۷﴾

- ان آیات میں بتایا گیا یہ مخاطبین (مشرکینِ مکہ) نشانیوں کا مطالبہ کرتے ہیں، جو انہیں بتائی جاتی ہیں، دکھائی جاتی ہیں، جو انھیں اپنے کانوں سے سنتے ہیں لیکن ان کی روش میں کوئی تغیر نہیں آتا تو اس کا سبب اصل میں یہ ہے کہ وہ ان نشانیوں پر غور نہیں کرتے (ان کا دیکھنا اور سننا جانوروں جیسا ہے کہ وہ اس پر ذرا بھی غور نہیں کرتے)

- جس مقصد کے لیے انسان کو حواس کے ساتھ سوچنے والا دماغ بھی دیا گیا ہے، وہ صرف اسی حد تک نہیں ہے کہ آدمی ان چیزوں کو دیکھے اور ان کا مصرف اور استعمال معلوم کرے، بلکہ اصل مقصد یہ ہے کہ آدمی حقیقت کی جستجو کرے اور ان نشانیوں کے ذریعہ سے اس کا سراغ لگائے۔ اسی معاملہ میں اکثر انسان غفلت برت رہے ہیں، اور یہی غفلت ہے جس نے ان کو گمراہی میں ڈال رکھا ہے، اگر دلوں پر یہ قفل نہ چڑھ لیا گیا ہوتا تو انبیاء کی بات سمجھنا اور ان کی رہنمائی سے فائدہ اٹھانا لوگوں کے لیے اس قدر مشکل نہ ہو جاتا۔

- قرآن پر ایمان نہ لانے کی ایک اور بڑی وجہ واضح کی گئی ہے کہ ان میں جو اللہ کو مانتے بھی ہیں وہ اللہ کے ساتھ بہت سے شکاء اور شفعاء کو بھی مانتے ہیں اور ان کا عقیدہ یہ ہے کہ اگر اللہ ان کی کسی بات پر گرفت کرنا چاہے گا بھی تو یہ شرکاء اور شفعاء جو خدا کی ذات، اس کی صفاتت، اختیارات اور حقوق میں کسی نہ کسی طرح شریک ہیں، ان کو خدا سے بچالیں گے۔ اس ضلالت کی موجودگی میں قرآن کے ڈراوے ان پر کیا اثر کرسکتے ہیں۔

- ان سے انذار وتنبیہ کے لیے سوال پوچھا گیا ہے کہ کیا وہ اپنے شرکاء اور شفعاء پر اعتماد کرکے اس بات سے بے خوف بیٹھے ہیں کہ ان پر عذاب الٰہی کی کوئی ایسی آفت آئے جو ان سب کو اپنے لپیٹ میں لے لے یا قیامت ہی اچانک آدھمکے۔ اور ان کو اس کی کوئی خبر بھی نہ ہو؟

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۣ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۭ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٠٨﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى ۭ

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ - آپ کہہ دیجئے یہ میرا راستہ ہے

سَبِيْل - راستہ

اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ - میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں

عَلٰى بَصِيْرَةٍ - سمجھ بُوجھ (عام فہم دلیل) کی بنیاد پر

بَصِيْرَة - دل کی بینائی (عقل سمجھ، دلیل، بینائی)

اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ - میں اور وہ (بھی) جس نے پیروی کی میری

اِتَّبَعَ يَتَّبِعُ ، اِتِّبَاعٌ - پیروی کرنا (IV)

وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ - اور پاک ہے اللہ

وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ - اور نہیں ہوں میں مشرک کرنے والوں میں سے۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا - اور نہیں بھیجا ہم نے

مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا - آپ سے پہلے (رسول) مگر مرد (ہوتے ہوئے)

رِجَال ، رَجُل کی جمع (مرد)

نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ - ہم وحی کرتے تھے ان کی طرف

اَفَلَمۡ يَسِيۡرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ فَيَنۡظُرُوۡا كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ‌ؕ وَلَدَارُ الۡاٰخِرَةِ خَيۡرٌ لِّـلَّذِيۡنَ اتَّقَوۡا‌ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ‏ ﴿۱۰۹﴾ حَتّٰۤى اِذَا اسۡتَيۡـَٔسَ الرُّسُلُ

مِّنۡ اَهۡلِ الۡقُرٰى - بستیوں والوں میں سے

اَلْقُرٰی ، قَرْيَةٌ کی جمع (بستیاں)

اُمُّ اَلْقُرٰی بستیوں کی ماں (مکہ)

اَفَلَمۡ يَسِيۡرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ - تو کیا ان لوگوں نے سیر نہیں کی

سَارَ يَسِيْرُ ، سَيْرٌ چلنا پھرنا، سیر کرنا

فَيَنۡظُرُوۡا - تا کہ وہ دیکھتے

نَظَرَ يَنْظُرُ ، نَظْرٌ - دیکھنا

كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيۡنَ - کیسا تھا ان لوگوں کا انجام جو

عَاقِبَة - انجام

مِنۡ قَبۡلِهِمۡ - ان سے پہلے تھے

وَلَدَارُ الۡاٰخِرَةِ - اور یقیناً آخرت کا گھر

دَار - گھر یا جگہ (مجازاً اس کا اطلاق شہر، علاقہ، دنیا اور آخرت پر بھی)

خَيۡرٌ لِّـلَّذِيۡنَ اتَّقَوۡا - بہترین ہے ان کے لیے جنھوں نے تقویٰ کیا

عَاقِبَة - انجام

اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ - تو کیا تم لوگ عقل سے کام نہیں لیتے

حَتّٰۤى اِذَا اسْتَیْــٴَسَ الرُّسُلُ وَ ظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَآءَهُمْ نَصْرُنَا ۙ فَنُجِّیَ مَنْ نَّشَآءُ ؕ وَ لَا یُرَدُّ بَاْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِیْنَ ﴿۱۱۰﴾

حَتّٰۤى اِذَا - یہاں تک کہ

اسْتَیْــٴَسَ الرُّسُلُ - مایوس ہوئے رسول (لوگوں سے)

وَ ظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ - اور گمان کیا (کافروں نے) کہ ان سے

قَدْ كُذِبُوْا - جھوٹ کہا گیا

جَآءَهُمْ نَصْرُنَا - تو آئی ان کے پاس ہماری مدد

فَنُجِّیَ مَنْ نَّشَآءُ - پھر بچا لیا گیا اُس کو، جس ے ہم نے چاہا

وَ لَا یُرَدُّ بَاْسُنَا - اور لوٹائی (ٹالی) نہیں جاتی ہماری سختی

عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِیْنَ - مجرم لوگوں سے

(ي أ س)

اِسْتَیْئَسَ یَسْتَیْئِسُ ، اِسْتِیْئَاسٌ - آہستہ آہستہ توقعات کا ختم ہونا تجربے کے بعد مایوس ہونا (X)

یہاں مایوس ہونا کن معانی میں ؟

ظَنَّ یَظُنُّ ، ظَنٌّ - گمان کرنا

کسی چیز کی علامات سے جو نتیجہ حاصل ہوتا ہے اسے ظن کہتے ہیں، اگر علامات قوی ہوں تو ظن علم اور یقین کا معنی دیتا ہے

نَجّٰی یُنَجِّیْ ، تَنْجِیَةٌ - نجات دینا (II)

رَدَّ یَرُدُّ ، رَدٌّ - پھیرنا، ٹالنا، واپس بھیجنا

بَاْسٌ - سختی (تنگی، بدحال

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْۤ اَدْعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ ۚ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۖ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝١٠٨ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا
نُّوْحِيْۤ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى ۗ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۗ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۗ اَفَلَا
تَعْقِلُوْنَ ۝١٠٩ حَتّٰۤى اِذَا اسْتَيْـَٔسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَآءَهُمْ نَصْرُنَا ۙ فَنُجِّيَ مَنْ نَّشَآءُ ۖ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝١١٠

تم ان سے صاف کہہ دو کہ " میرا راستہ تو یہ ہے، میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں، میں خود بھی پوری روشنی میں اپنا راستہ دیکھ رہا ہوں اور میرے ساتھی بھی، اور اللہ پاک ہے اور شرک کرنے والوں سے میرا کوئی واسطہ نہیں، اے محمدؐ، تم سے پہلے ہم نے جو پیغمبر بھیجے تھے وہ سب بھی انسان ہی تھے، اور انہی بستیوں کے رہنے والوں میں سے تھے، اور اُنہی کی طرف ہم وحی بھیجتے رہے ہیں پھر کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں ہیں کہ اُن قوموں کا انجام انہیں نظر نہ آیا جو ان سے پہلے گزر چکی ہیں؟ یقیناً آخرت کا گھر اُن لوگوں کے لیے اور زیادہ بہتر ہے جنہوں نے (پیغمبروں کی بات مان کر) تقویٰ کی روش اختیار کی کیا اب بھی تم لوگ نہ سمجھو گے؟ (پہلے پیغمبروں کے ساتھ بھی یہی ہوتا رہا ہے کہ وہ مدتوں نصیحت کرتے رہے اور لوگوں نے سن کر نہ دیا) یہاں تک کہ جب پیغمبر لوگوں سے مایوس ہو گئے اور لوگوں نے بھی سمجھ لیا کہ اُن سے جھوٹ بولا گیا تھا، تو یکایک ہماری مدد پیغمبروں کو پہنچ گئی پھر جب ایسا موقع آ جاتا ہے تو ہمارا قاعدہ یہ ہے کہ جسے ہم چاہتے ہیں بچا لیتے ہیں اور مجرموں پر سے تو ہمارا عذاب ٹالا ہی نہیں جا سکتا

محمد اقبال

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۣ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَ مَنِ اتَّبَعَنِيْ ؕ وَ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَ مَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٠٨﴾ وَ مَآ
اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى ؕ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ وَ لَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اتَّقَوْا ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿١٠٩﴾ حَتّٰٓى اِذَا اسْتَيْـَٔسَ الرُّسُلُ وَ ظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ
كُذِبُوْا جَآءَهُمْ نَصْرُنَا ۙ فَنُجِّيَ مَنْ نَّشَآءُ ؕ وَ لَا يُرَدُّ بَاْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿١١٠﴾

Tell them plainly: "This is my way: I call you to Allah, on the basis of clear perception - both I and those who follow me. Allah - Glory be to Him - is free of every imperfection. I have nothing to do with those who associate others with Allah in His Divinity.

The Messengers whom We raised before you, (O Muhammad), and to whom We sent down revelations, were only human beings, and were from among those living in earthly habitations. Have these people not travelled in the earth that they may observe the end of their predecessors? Certainly the abode of the Hereafter is much better for those (who accepted the call of the Messengers and) acted in a God-fearing manner. Will you still not act with good sense?

(It also happened with the earlier Messengers that for long they preached and people paid no heed) until the Messengers despaired of their people, and the people also fancied that they had been told lies (by the Messengers), then suddenly Our help came to the Messengers. And when such an occasion comes We rescue whom We will; as for the guilty, Our chastisement cannot be averted from them.

محمد اقبال

قُلۡ هٰذِهٖ سَبِيۡلِيۡۤ اَدۡعُوۡۤا اِلَى اللّٰهِ ؔ عَلٰى بَصِيۡرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِىۡ‌ؕ وَسُبۡحٰنَ اللّٰهِ وَمَاۤ اَنَا مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ﴿۱۰۸﴾

میرا راستہ دعوت الی اللہ ہے

- یہ اس سورت کا آخری اور اہم مضمون ہے (قرآن کی دوسری طویل سورتوں کی طرح اس سورت کا اختتامیہ بھی زوردار)
- شرک کی مکمل تردید کے بعد آپ ﷺ کو حکم دیا گیا کہ آپؐ اعلان کردیجیے کہ میرا اس راستے کو اختیار کرنا اور پھر اس کی طرف لوگوں کو دعوت دینا یونہی کوئی اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مارنے کے مترادف نہیں ہے بلکہ میں اپنی بصیرت باطنی کے ساتھ پوری سوجھ بوجھ اور پورے شعور کے ساتھ اس راستے پر خود بھی چل رہا ہوں اور اس راستے کی طرف دوسروں کو بھی بلا رہا ہوں اور اسی طرح میرے پیروکار بھی کوئی اندھے بہرے مقلد نہیں ہیں بلکہ پورے شعور کے ساتھ میری پیروی کر رہے ہیں۔
- میں جس رب کے راستے کی دعوت دے رہا ہوں وہی ہمارا ملجا و ماویٰ ہے، وہی ہمارا معبود و مسجود ہے، وہی ہمارا الٰہ اور حاکم حقیقی ہے، ہماری محبت کا حوالہ ہے، وہی ہمارے دلوں پر حکمران ہے، وہی ہماری تنہائیوں کا نگہبان ہے، ہم اسی کے سامنے دست سوال دراز کرتے ہیں اور اسی کے سامنے سر جھکاتے ہیں، ہم اسی کے بندے اور اسی کے خلیفہ ہیں، اس کی زمین پر اس کی شریعت کو نافذ کرنے کے ذمہ دار ہیں - یہ ہمارا جذباتی فیصلہ نہیں نہ مذہبی عقیدت کا جوش ہے بلکہ ہمارا یہ فیصلہ کامل بصیرت کی بنیاد پر ہے۔ ہم حجت اور برہان کی بنیاد پر یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر طرح کے شرک سے پاک ہے۔ شرک کی کوئی آلائش اس کے قریب بھی نہیں پھٹک سکتی۔ اس لیے میں صاف اعلان کرتا ہوں کہ میں مشرکین میں سے نہیں، میرا شرک سے کوئی رشتہ نہیں اور میں ہر طرح کے شرک سے اپنی مکمل برأت کا اعلان کرتا ہوں۔
- یہ شعوری ایمان یعنی سوچ سمجھ کر ماننا اور پھر علی وجہ البصیرت اس سے جڑے راستے کو اختیار کرنا، انسان کا بہت قیمتی اثاثہ ہے، اسی شعوری ایمان کے نتیجے میں زندگی میں قول و عمل کی یکسانیت پیدا ہوتی ہے۔ قرآنِ مجید اس شعوری ایمان کا سب سے بڑا سرچشمہ

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْٓ اِلَیْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰی ؕ اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ اتَّقَوْا ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝١٠٩

رسول کے آدمی ہونے پر اعتراض اور اس کا جواب

- قریشِ مکہ اس بات پر اچھنبے کا اظہار اور اعتراض کرتے تھے کہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ ہم اپنے ہی اندر کے ایک آدمی کو، جو ہمارے ہی اندر پیدا ہوا، ہمارے ہی اندر رہا سہا اور جوان ہوا، اللہ کا رسول مان لیں۔ اگر اللہ کو کوئی رسول ہی بھیجنا ہوتا تو کسی برتر مخلوق یعنی کسی فرشتہ کو رسول بنا کر بھیجتا !

- آپ ﷺ کو خطاب کرکے اس کا جواب دیا گیا کہ تم سے پہلے بھی جو رسول بھیجے بلا استثنا وہ سب آدمیوں ہی میں سے بھیجے، فرشتوں یا جنات میں سے نہیں بھیجے۔ جو لوگ بھی انسانوں کی اصلاح کے لیے اٹھائے گئے وہ سب ان کی اپنی ہی بستیوں کے رہنے والے تھے، مسیح، موسیٰ، ابراہیم، نوح (علیہم السلام) آخر کون تھے ؟

- ان سے پوچھا گیا کہ تم زمین میں چلتے پھرتے ہو، ان راستوں اور ان کھنڈرات پر سے گذرتے ہو جن میں رہنے والی قومیں اللہ تعالیٰ کے عذاب کا شکار ہو چکی ہیں۔ کیا تم ان کی تاریخ سے واقف نہیں ہو، کیا تمھیں معلوم نہیں کہ ان کی طرف آنے والے پیغمبر ان قوموں سے ہی تھے

- ساتھ ساتھ تمھیں اس پہ غور بھی کرنا چاہیے کہ ان قوموں نے تمہاری طرح کج بحثیوں اور کٹ حجتیوں سے کام لے کر ایمان لانے سے انکار کر دیا۔ نتیجہ اس کا تمہارے سامنے ہے کہ ان بستیوں کے کھنڈرات، ان کے تباہ شدہ آثار خود اپنا نوحہ کہتے ہوئے سنائی دیتے ہیں۔ وہاں کا ذرہ ذرہ یہ گواہی دیتا ہے کہ جو لوگ اللہ کے رسولوں پر ایمان نہیں لاتے ان کی دنیا ان کے لیے دارالعذاب بن جاتی ہے۔ لیکن جو لوگ اللہ تعالیٰ کے رسول پر ایمان لا کر اپنی زندگیاں سنوار لیتے ہیں ان کی دنیا بھی سنور جاتی ہے اور آخرت کا گھر جو دنیا سے بدرجہا بہتر ہے وہ تو ہے ہی ان لوگوں کے لیے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے اور اس سے ڈرتے ہیں

حَتّٰۤی اِذَا اسۡتَیۡـَٔسَ الرُّسُلُ وَ ظَنُّوۡۤا اَنَّہُمۡ قَدۡ کُذِبُوۡا جَآءَہُمۡ نَصۡرُنَا ۙ فَنُجِّیَ مَنۡ نَّشَآءُ ؕ وَ لَا یُرَدُّ بَاۡسُنَا عَنِ الۡقَوۡمِ الۡمُجۡرِمِیۡنَ ﴿۱۱۰﴾

عذابِ الٰہی کے باب میں اللہ تعالیٰ کا قانون

- رسولوں کا مایوس ہونا کن معانی میں ؟: اللہ کے رسول جب دعوت واصلاح کے لیے آتے ہیں تو اس مشن کی تکمیل میں اپنی ہمتوں اور توانائیوں کا آخری قطرہ تک نچوڑ دیتے ہیں۔ لوگوں سے ان کی رحمت اور مودّت کا عالم یہ ہوتا ہے کہ وہ بجائے اللہ تعالیٰ سے عذاب کی دعا کرنے کے وہ اپنی قوم کو عذاب سے بچانے کے لیے دعائیں کرتے ہیں۔ لیکن جب وہ ایک خاص مرحلے پر پہنچ کر محسوس کرتے ہیں کہ اب ان لوگوں میں قبولیت ایمان کے تمام امکانات دم توڑنے لگے ہیں اور انھوں نے مکمل طور پر خودکشی کا فیصلہ کرلیا ہے (یہ وہ مقام ہوتا ہے جب رسول سمجھتے ہیں کہ اب مزید کوئی شخص ایمان نہیں لائے گا اور منکرین سمجھتے کہ اب کوئی عذاب وغیرہ نہیں آئے گا یہ سب ڈھونگ تھا)، تب وہ اللہ سے قوم پر عذاب نازل کرنے کی دعا کرتے ہیں
- قرآن کریم اور تاریخِ دعوت کے مطالعے سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ موقع تب آیا کرتا ہے جب اللہ کے پیغمبر دعوت پہنچانے کا ہر ممکنہ اسلوب اختیار کرکے اور انسانی حد تک اس بلاغ کے تمام ممکنہ تقاضے پورے کر چکے ہوتے ہیں (جیسا کہ نوح علیہ السلام کے لیے یہ موقع ساڑھے نو سو برس کی تبلیغ کے بعد پیش آیا)۔ یہ اللہ کی سنت ہے اور یہ اس نے اس لیے وضع کی کہ فتح و نصرت بے قدر نہ ہو۔ وہ محض مذاق نہ ہو، اگر قربانیوں کے بغیر فتح و نصرت ہاتھ آجایا کرتی تو ہر کوئی اٹھ کر داعی بن جاتا اور کوئی قربانی دیئے بغیر وہ کامیابی سے ہمکنار ہو جاتا یا معمولی جدوجہد سے وہ انقلاب برپا کردیتا
- رسولوں کی پھر اس ندِا پر اللہ کی مدد آجایا کرتی ہے، رسولوں اور ان کے متبعین کو بچالیا جاتا ہے اور جھٹلانے والی اقوام کو جڑ سے اکھاڑ دیا جاتا ہے اور وہ سرزمین پھر مدتوں نحوست اگلتی ہے، اس کے گردوپیش میں بربادی کے سوا کچھ نہیں رہ جاتا۔

لَقَدۡ كَانَ فِىۡ قَصَصِهِمۡ عِبۡرَةٌ لِّاُولِى الۡاَلۡبَابِ‌ؕ مَا كَانَ حَدِيۡثًا يُّفۡتَرٰى وَلٰـكِنۡ تَصۡدِيۡقَ الَّذِىۡ بَيۡنَ يَدَيۡهِ وَتَفۡصِيۡلَ كُلِّ شَىۡءٍ وَّهُدًى وَّرَحۡمَةً لِّقَوۡمٍ يُّؤۡمِنُوۡنَ ﴿۱۱۱﴾

لَقَدۡ كَانَ فِىۡ قَصَصِهِمۡ - یقیناً ہے ان کے قصوں میں

عِبۡرَةٌ لِّاُولِى الۡاَلۡبَابِ - سامان عبرت عقلمند لوگوں کے لیے

اُولِیْ - والے | الْاَلْبَابِ - لُبّ عقل (جوہر، خلاصہ)

مَا كَانَ حَدِيۡثًا - نہیں ہے یہ بات

حَدِیْث - بات

يُّفۡتَرٰى - کچھ گھڑی ہوئی

اِفْتَرٰی یَفْتَرِیْ، اِفْتِرَآءٌ - گھڑنا (VIII) | یُفْتَرٰی گھڑی گئی

وَلٰـكِنۡ تَصۡدِيۡقَ الَّذِىۡ - بلکہ یہ تصدیق ہے ان (کتابوں کی)

بَيۡنَ يَدَيۡهِ - جو اس سے پہلے ہیں

لغوی معنی: دو ہاتھوں کے درمیان

یَدَیْهِ - دو ہاتھ، (یَدَیْهِ - اصل میں یَدَیْنِ تھا اضافت کی وجہ سے تثنیہ کا نون گر گیا ہے

وَتَفۡصِيۡلَ كُلِّ شَىۡءٍ - اور تفصیل ہے ہر چیز کی

وَّهُدًى وَّرَحۡمَةً - اور ہدایت و رحمت ہے

لِّقَوۡمٍ يُّؤۡمِنُوۡنَ - ایسے لوگوں کے لیے جو ایمان لاتے ہیں

لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ۗ مَا كَانَ حَدِيثًا يُفْتَرَىٰ وَلَٰكِن تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ
وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿١١١﴾

اگلے لوگوں کے ان قصوں میں عقل و ہوش رکھنے والوں کے لیے عبرت ہے یہ جو کچھ قرآن میں
بیان کیا جا رہا ہے یہ بناوٹی باتیں نہیں ہیں بلکہ جو کتابیں اس سے پہلے آئی ہوئی ہیں انہی کی تصدیق
ہے اور ہر چیز کی تفصیل اور ایمان لانے والوں کے لیے ہدایت اور رحمت

Certainly in the stories of the bygone people there is a lesson for people of understanding. What is being narrated in the Qur'an is no fabrication; it is rather confirmation of the Books that preceded it, and a detailed exposition of everything, and a guidance and mercy for people of faith.

محمد اقبال

لَقَدۡ كَانَ فِىۡ قَصَصِهِمۡ عِبۡرَةٌ لِّاُولِى الۡاَلۡبَابِ‌ؕ مَا كَانَ حَدِيۡثًا يُّفۡتَرٰى وَلٰـكِنۡ تَصۡدِيۡقَ الَّذِىۡ بَيۡنَ يَدَيۡهِ وَتَفۡصِيۡلَ كُلِّ شَىۡءٍ وَّهُدًى وَّرَحۡمَةً لِّقَوۡمٍ يُّؤۡمِنُوۡنَ ۝۱۱۱

قرآن کی حقیقت اور اس میں بیان کردہ واقعات کی حیثیت

- قرآن کریم میں پچھلے انبیاء اور ان کی قوموں کی بیان کردہ سر گزشتوں میں اہل عقل کے لیے بڑا سامان عبرت موجود ہے بشرطیکہ یہ عقل سے کام لیں اور ان سرگزشتوں کو صرف دوسروں کی حکایت سمجھ کر نہ سنیں بلکہ ان سے خود اپنی زندگی کو درست کرنے کے لیے سبق حاصل کریں

- ان واقعات کو قرآن کریم تاریخ کے طور پر بیان نہیں کرتا اور نہ یہ مقصد ہے کہ لوگ ان سے تفریح حاصل کریں بلکہ ان واقعات میں سے ان باتوں کو چھانٹ چھانٹ کر بیان کیا جاتا ہے جن میں انسانوں کے لیے ہدایت و عبرت ہے۔ عبرت کے حصول کے لیے چونکہ عقل سلیم کی ضرورت ہے اس لیے یہ واقعات عقل والوں کے لیے تو عبرت کا باعث ہوتے ہیں باقی لوگ شاید ان سے کوئی فائدہ نہ اٹھا سکیں۔

- آپ ﷺ کی زبان مبارک سے پورا قصہ یوسف علیہ اللسلام سن کر مشرکین مکہ کہتے ہیں کہ یہ پوری سورت در حقیقت محمد (ﷺ) نے خود اپنی طرف سے گھڑ لی ہے۔ انہیں یہاں بتایا گیا ہے کہ یہ قرآن کریم ہے اللہ کا کلام ہے قرآن پاک کسی انسان کی بنائی ہوئی کتاب نہیں ہے بلکہ وحی الٰہی کی سچائی ہے، یہ (۱) پچھلی سچائیوں کی تصدیق کرتا ہے، (۲) اس میں دین (ہدایت) کی ساری باتوں کی تفصیل ہے، انفرادی ہدایت بھی اور اجتماعی بھی، اس میں معاشرتی اصول بھی ہیں اور معاشی اصول بھی، اس میں سیاست کے آداب بھی ہیں اور حکومت کے طریقے بھی، اس میں قوم کی شیرازہ بندی کے لیے آئین اور دستور کی ضرورت کو بھی پورا کیا گیا ہے اور احساسات کی پاکیزگی کے لیے پند و نصائح سے بھی کام لیا گیا ہے (۳) یہ لوگوں کو ان کے رب تک پہنچنے کا اور ان کی خوشنودی و رضامندی حاصل کرنے کا راستہ بتاتا ہے اور ان کو کامیابی کی منزل سے ہمکنار کرتا ہے (۴) یہ مؤمنوں کے لیے پیام رحمت ہے۔ انہیں ہر طرح کی نامرادیوں سے نجات اور کامیابیوں کا مژدہ سناتا ہے

الحمد للہ

محض اللہ تعالیٰ کی توفیق سے سورۃ یوسف مکمل پڑھنے کی توفیق حاصل ہوئی

اس کے پڑھنے، ترجمے اور بیان کرنے میں میں جو غلطیاں ہوئیں اللہ تعالیٰ ان سے درگزر فرمائے اور جو صحیح پڑھا گیا، بیان ہوا اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے ۔آمین

سورت کی درس وتدریس کے تمام شرکاء کو اللہ تعالیٰ بہترین اجر عطا فرمائے اور اس توشہ آخرت بنائے۔ آمین

اے اللہ ہم پر قران کریم (کے توسط) سے رحم فرما اور اسے ہمارے لیئے امام اور نور اور ہدایت اور رحمت بنا دے اے اللہ اس میں سے جو ہم بھول گئے ہیں وہ ہمیں یاد کرا دے اور جو نہیں جانتے وہ ہمیں سکھلا دے اور ہمیں توفیق دے کہ دن اور رات کے اوقات میں اسکی تلاوت کریں اور اس (قرآن) کو ہمارے حق میں حجت بنا دے ۔آمین

اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنا بِالْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ وَاجْعَلْهُ لَنَا اِمَامًا وَّنُوْرًا وَّھُدًی وَّ رَحْمَةً، اَللّٰهُمَّ ذَكِّرْنا مِنْهُ مَا نَسِیْنا وَعَلِّمْنا مِنْهُ مَا جَهِلْنا، وَارْزُقْنا تِلَاوَتَهٗ اٰناۤءَ الَّیْلِ وَ اٰناۤءَ النَّهارِ، وَاجْعَلْهُ لَنَا حُجَّةًیَّا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ۔ اٰمِیْن

اضافی مواد

Reference Material